کرتے ہیں) مغربی صحافیوں کے لیے یہ چیز حیران کن تھی کہ جنگ کی تباہ کاریوں اور بیواؤں اور بے سہارا عورتوں کی روز افزوں تعداد کے باوجود افغانستان میں عصمت فروش عورتیں نہیں ہیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ افغانستان کی جنگ، ویت نام سے سنگین تر ہے لیکن کابل، سائیگان نہیں بنا۔ مختار حسن نے بجا کہا ہے کہ اہل مغرب افغانوں کی قوت مزاحمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ افغانوں کے نزدیک یہ "دین کی جنگ" ہے اور "الدین" کا لفظ مغرب کی لغت میں موجود نہیں ہے۔ وہ اپنے مشاہدے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ افغانستان میں پاکستانیوں کے ساتھ ہمیشہ غیر معمولی تواضع کا سلوک کیا جاتا ہے۔ مختار حسن افسوس کرتے ہیں کہ ریڈیو پاکستان کا کوئی بھی اسٹیشن اتنا طاقت ور نہیں کہ ہر موسم میں اور ہر وقت پورے افغانستان میں سنا جا سکے۔

افغانوں کے مصائب کے بارے میں وہ بتاتے ہیں کہ "انقلاب ثور" کے بعد افغانستان میں کسی کو چھاپہ خانہ لگانے کی اجازت نہ تھی۔ کوئی چیز سرکاری مطبع کے علاوہ کہیں نہیں چھپ سکتی تھی۔ حد یہ ہے کہ نجی وزٹنگ کارڈ اور لیٹرپیڈ بھی چھپوانے کے لیے وزارت اطلاعات کو درخواست گزارنی پڑتی تھی اور منظوری کے بغیر کسی شہری کے لیے اپنے پاس لیٹرپیڈ یا وزٹنگ کارڈ رکھنا جرم تھا (سوشلسٹ نظام کی "برکات")۔

یہ کتاب مختار حسن کی بے پناہ ایمانی استقامت کا صحیفہ، روسی استعمار کا عبرت نامہ اور افغانوں کے جذبۂ جہاد اور ان کی قوت مزاحمت کا ایک خوب صورت مرقع ہے۔ ناشر نے کتاب بڑے اہتمام سے اونچے معیار پر شائع کی ہے (رفیع الدین ہاشمی)۔

رواداری اور مغرب، مرتب: محمد صدیق شاہ بخاری۔ ناشر: علم و عرفان پبلشرز، ۷/ سی مارتھر سٹریٹ، ۹ لوئر مال روڈ، لاہور۔ صفحات: ۵۶۸۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

ہر عہد میں کچھ الفاظ مظلوم ہوتے ہیں اور کچھ الفاظ اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں۔ اس عہد کا ایک مظلوم لفظ "رواداری" ہے، جسے روشن خیال دانش وروں نے ایک نئے پیرہن میں چھپا دیا ہے، جو اپنی اصل میں تو "بے حمیتی" یا "مداہنت" ہے، مگر اسے چولا رواداری کا پہنا دیا گیا ہے۔ پھر مقبوضہ ذرائع ابلاغ، اور میکالے زدہ نظام تعلیم نے اسے عام پڑھے لکھے افراد کے ذہنوں میں یوں سمو دیا ہے کہ اب اس لفظ کا استعمال ایک فیشن کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔ جب اہل مغرب اور ان کے زلہ ربا ظلم و زیادتی اور دشنام و اتہام کی چاند ماری کریں تو عین تہذیب و رواداری، لیکن اگر غیرت و حمیت سے سرشار اور حس عدل و انصاف کا جویا کوئی شخص، جواب میں آہ بھی کرے تو "جذباتیت"، "تنگ نظری"، "کٹھ ملائیت"، "وہابیت"، "بنیاد پرستی" اور نہ جانے کیا کچھ۔

سو، لفظوں کے اس مقتل کی دہلیز پر کھڑے ہو کر محمد صدیق بخاری صاحب نے رواداری اور مغرب کو